ریحان احمد یوسفی

کیا اللہ کے رسول قتل ہو سکتے ہیں؟

مولانا امین احسن اصلاحی نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر تدبر قرآن میں بہت تفصیل کے ساتھ اس بات کو بیان کیا ہے کہ وہ انبیا کرام جنھیں اللہ تعالیٰ تعالی منصب رسالت پر فائز کر دیتے ہیں، اپنی قوم کے لیے اللہ تعالیٰ کی عدالت بن جاتے ہیں۔ وہ اپنی قوم کو دعوت حق پیش کرتے ہیں اور اس دعوت کا فیصلہ اسی دنیا میں نکل آتا ہے۔ قوم ان کی دعوت مان لیتی ہے تو عذاب الٰہی سے بچ جاتی ہے وگرنہ دنیا ہی میں ہلاک کر دی جاتی ہے۔

یہ نقطۂ نظر محض ایک نظری بات نہیں ہے۔ یہ اپنے نتائج کے اعتبار سے بہت اہم ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود ایک رسول تھے اور قرآن آپ کا صحیفہ رسالت ہے، اس لیے یہ سنت الٰہی قرآن کریم پر تدبر کے بنیادی اصولوں میں سے ایک اصول ہے۔ جب اس اصول کو مان کر قرآن مجید کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے تو قرآن کریم کے بہت سے احکام کا صحیح مدعا واضح ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ اس پہلو سے جب قرآن کریم کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو قرآن مجید روز قیامت کی ایک زندہ دلیل بن کر ہمارے سامنے آتا ہے۔

رسولوں کے باب میں اس قانونِ الٰہی کا ایک جزوی اور استنباطی پہلو یہ ہے کہ جن انبیا کرام کو منصب رسالت پر فائز کیا جاتا ہے ان کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔ یہ استنباط (Derivation) قرآنی بیانات اور تاریخی حقائق کی روشنی میں ہمارے سامنے آتا ہے۔ تاہم قرآن مجید کی بعض آیات بظاہر اس بات کی نفی کرتی محسوس ہوتی ہے۔ پیش نظر مضمون میں ہم اس مسئلے پر تفصیل کے ساتھ گفتگو کریں گے جس میں ان آیات کا صحیح مدعا واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی

www.javedahmadghamidi.com

نیز ضمناً اس قانون کی تفصیلی شرح وضاحت بھی ہو جائے گی۔

یہ کل چار آیات ہیں۔ ان میں سے تین وہ ہیں جو یہ بیان کرتی ہیں کہ بنی اسرائیل نے اپنے رسولوں کو قتل کیا، جبکہ ایک آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے حوالے سے ہے۔ ہم ان دونوں قسم کی آیات پر الگ الگ گفتگو کریں گے۔

انبیائے بنی اسرائیل سے متعلق آیات

ہم پہلے ان تین آیات پر گفتگو کریں گے جو بنی اسرائیل سے متعلق ہیں۔ یہ آیات درج ذیل ہیں۔

''تو کیا جب کبھی کوئی رسول تمہارے پاس وہ چیز لے کر آیا جو تمہارے نفس کو پسند نہ آئی تو تم نے تکبر کی راہ اختیار کی۔ پھر بعض کو تم نے جھٹلایا اور بعض کو تم قتل کرتے تھے''، (البقرہ 87:2)۔

''بیشک ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ان کے پاس کئی رسول بھیجے۔ جب کبھی کوئی رسول ان کے پاس وہ چیز لایا جو ان کو پسند نہ آئی تو بعض کو جھٹلاتے اور بعض کو قتل کر ڈالتے تھے''۔ (المائدہ 70:5)

''یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ہمارے سامنے ایسی قربانی نہ پیش کرے جسے آگ کھا جائے۔ آپ کہہ دیجیے کہ مجھ سے پہلے تمہارے پاس کئی رسول آئے، نشانیاں لے کر اور اس چیز کے ساتھ جسے تم کہہ رہے ہو، پھر تم نے ان قتل کیوں کیا؟ اگر تم سچے ہو''۔ (آل عمران 183:3)

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ان آیات سے رسولوں کے قتل ہو جانے کی جو بات بظاہر نکلتی محسوس ہوتی ہے وہ اس کی بنیاد یہ غلط فہمی ہے کہ ان آیات میں رسول کا لفظ ٹھیک اس اصطلاحی معنوں میں آیا ہے جس معنی میں ان انبیا کرام کے لیے استعمال ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ منصب رسالت پر فائز کرتے ہیں۔ مثلاً حضرت نوح، ہود، صالح علیہم السلام وغیرہ۔ ہمارے نزدیک یہ مفروضہ ٹھیک نہیں ہے اور اس کے تفصیلی دلائل بھی ہم آگے دیں گے، لیکن سردست یہ بات ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ نبی کے لفظ کے برخلاف جو قرآن میں صرف اپنے اصطلاحی معنوں میں استعمال ہوا ہے، رسول کا لفظ، اپنے اصطلاحی معنوں کے علاوہ، بکثرت اپنے لغوی معنوں یعنی بھیجے ہوئے اور پیغام پہنچانے والے کے مفہوم میں بھی استعمال ہوا ہے۔ قرآن نے ان مقامات پر چار طرح کے مدعا کے بیان کے لیے اس لفظ کو استعمال کیا ہے۔

۱۔ یہ لفظ عام پیغام پہنچانے والے نامہ بروں اور قاصدوں، جو کہ عام انسان ہوتے ہیں، ان کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اس کی مثال سورہ یوسف آیت 50 میں ملتی ہے جس میں لفظ 'رسول' بادشاہ کے اس قاصد کے لیے استعمال

ہوا جوجیل میں حضرت یوسف کے پاس آیا تھا۔ارشاد ہے۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِیْ بِهِ فَلَمَّا جَاءَ هُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِیْ قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۔

''اور بادشاہ نے کہا کہ اسے (یعنی یوسفؑ کو) میرے پاس لاؤ۔جب رسول (قاصد) ان کے پاس آیا تو انھوں نے کہا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا حال ہیں جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔''

۲۔یہ لفظ اللہ کا پیغام لانے والے فرشتوں کے لیے قرآن میں کئی جگہ استعمال ہوا ہے۔حضرت جبریل علیہ السلام کے لیے سورہ تکویر 19:81، الحاقہ 40:69 اور مریم 19:19 میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔سورہ مریم میں حضرت جبریل حضرت مریم سے مخاطب ہوکر کہتے ہیں۔قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَاماً زَكِيّاً ۔

''انھوں نے کہا کہ میں تمھارے رب کا رسول ہوں (اور اس لیے آیا ہوں) کہ تمھیں ایک پاکیزہ بیٹا دوں۔''(مریم 19:19)

دیگر فرشتوں کے لیے رسول کا لفظ سورہ الانعام 61:6، یونس 21:10،ھود 69:11، فاطر 1:35 اور دیگر کئی مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ہم اختصار کے لیے صرف ایک حوالہ نقل کر رہے ہیں۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُم حَفَظَةً حَتَّى إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُون ۔

''اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے۔اور تم پر نگہبان مقرر کیے رکھتا ہے۔یہاں تک کہ جن تم میں سے کسی کی موت آجاتی ہے تو ہمارے رسول (فرشتے) اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور کوتاہی نہیں کرتے''،(الانعام 61:6)

۳۔منصب رسالت پر فائز انبیا علیہم السلام کے لیے جو اپنی قوموں کے لیے اللہ تعالیٰ کی عدالت بن کر آتے ہیں اور ان کی زندگی اور موت کا فیصلہ اسی دنیا میں کر دیتے ہیں۔قرآن پاک میں یہ لفظ بکثرت اسی مفہوم کے لیے استعمال ہوا ہے۔ہم صرف دو حوالے نقل کر رہے ہیں۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَى حَتَّى يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولاً يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا (القصص 59:28)

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

''اور تیرا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہیں بنتا، جب تک ان کی مرکزی بستی میں کوئی رسول نہ بھیج لے، جو ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائے۔''

اَلَمۡ یَاۡتِهِمۡ نَبَاُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوۡدَ وَ قَوۡمِ اِبۡرٰهِیۡمَ وَاَصۡحٰبِ مَدۡیَنَ وَالۡمُؤۡتَفِکٰتِ اَتَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیَظۡلِمَهُمۡ وَلٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ. (التوبہ 70:9)

''کیا انھیں ان لوگوں کی سرگزشت نہیں پہنچی جو ان سے پہلے گزرے۔ قوم نوح، عاد، ثمود، قوم ابراہیم، اصحاب مدین اور الٹی ہوئی بستیوں کی۔ ان کے پاس ان کے رسول کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے تو اللہ ان کے اوپر ظلم کرنے والا نہیں بنا، بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم ڈھانے والے بنے۔''

۴۔ ان انبیائے کرام کے لیے جو منصب رسالت پر مامور نہیں ہوتے لیکن تبعاً اس لفظ کا اطلاق ان پر اس لیے کر دیا جاتا ہے کہ وہ بہرحال خدا کے بھیجے ہوئے اور اسی کا پیغام لوگوں تک پہنچانے والے ہوتے ہیں۔ اور اس حیثیت میں ان کے لیے رسول کے لفظ کا استعمال بالکل درست ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ہمارے نزدیک یہی وہ آخری مدعا ہے جس کے بیان کے لیے اس لفظ کو ان آیات میں استعمال کیا گیا ہے۔ ہمارے نزدیک اس کے سوا کوئی دوسرا معنی لینے کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ قرآن کریم، احادیث، قدیم صحف میں بیان کردہ تاریخ اور عقل عام سب اس کی شہادت میں کھڑے ہیں۔ اب ہم اپنے دلائل کو بتفصیل بیان کر دیتے ہیں۔

قرآن مجید کے دلائل

سب سے پہلے قرآن مجید کو لیتے ہیں۔ قرآن کریم ہمیں یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو ان کی قوموں کے مقابلے میں مغلوب نہیں ہونے دیتے۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ ایک قانون کی شکل میں بیان کرتے ہیں۔ مثلاً سورہ صافات میں کئی رسولوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد اور ان کی نجات کا ذکر کرنے کے بعد سورہ کے آخر میں ایک ضابطہ بیان کیا گیا ہے۔ فرمایا:

وَلَقَدۡ سَبَقَتۡ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الۡمُرۡسَلِیۡنَ .اِنَّهُمۡ لَهُمُ الۡمَنصُورُونَ .وَاِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الۡغَالِبُون.

''اور ہمارے خاص مرسل بندوں کے لیے ہمارا یہ فیصلہ پہلے سے صادر ہو چکا ہے کہ مدد کے حق دار وہی ہوں گے اور ہمارا ہی لشکر غالب رہنے والا بنے گا''، (صافات 37:173-172)

یہی بات کچھ اختصار سے ایک قانون کی شکل میں سورہ مجادلہ میں یوں بیان ہوئی ہے۔

کَتَبَ اللَّهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ اِنَّ اللَّهَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ.

''اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ بے شک میں غالب رہوں گا اور میرے رسول۔ بے شک اللہ بڑا ہی زور آور اور غالب ہے''، (مجادلہ 21:58)

قرآن کے ان بیانات کو غور سے پڑھیے اور بار بار پڑھیے۔اس کے بعد یہ باور کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ مدد اور غلبہ کا فیصلہ سنانے کے بعد اللہ تعالیٰ ان رسولوں کو قتل ہونے کے لیے، جو مغلوبیت کی آخری شکل ہے، ان کی اقوام کے حوالے کر دیں۔

اس حوالے سے زیادہ صریح بیان سورہ مومن کا ہے جہاں فرمایا۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَالْأَحْزَابُ مِن بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ.

''ان سے پہلے نوح کی قوم نے تکذیب کی اور ان کے بعد کے گروہوں نے بھی۔اور ہر امت نے اپنے رسول پر ہاتھ ڈالنے کا ارادہ کیا اور باطل کے ذریعے سے کج بحثیاں کیں تاکہ ان سے حق کو پسپا کر دیں تو میں نے ان کو پکڑ لیا۔تو دیکھو میرا عذاب کیسا ہوا''، (مومن 5:40)

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

پہلی دو آیات سے جو نتیجہ جزوی طور پر نکل رہا ہے یہاں وہ صاف بیان ہو گیا ہے۔یعنی جب کسی قوم نے اپنے رسول پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے عذاب کی گرفت میں لے لیا۔قرآن کریم ان اجمالی بیانات پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ وہ ایک ایک رسول کی تاریخ سناتا اور بتاتا ہے کہ رسولوں کی کس طرح حفاظت کی گئی اور ان پر ہاتھ ڈالنے والوں کا انجام کیا ہوا۔قرآن بیان کرتا ہے کہ حضرت نوح 950 برس (عنکبوت 14:29) اپنی قوم میں دعوت کا کام کرتے رہے۔انھوں نے اپنی قوم سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ اگر میری دعوت تم پر گراں گزر رہی ہے تو تم اور تمھارے شریک سب مل کر جو قدم میرے خلاف اٹھانا چاہیں اٹھا لیں اور مجھے مہلت نہ دیں، مگر قوم ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکی، (یونس 71:10)۔جس روز انھیں اپنی مغلوبیت کا احساس ہوا، انھوں نے رب کو پکارا اور قوم برباد کر دی گئی، (قمر 54:16-10)۔ایسی ہی مخالفت کا سامنا حضرت ھود کو پیش آیا۔مخالفت کے اس طوفان میں انھوں نے بھی اپنی قوم کو چیلنج دیا کہ تم سب مل کر جو اقدام میرے خلاف کرنا چاہو کر دیکھو اور مجھے ہرگز مہلت نہ دو، (ھود 55:11)۔مگر اس چیلنج کے باجود آپ کی قوم آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔

حضرت صالح کے خلاف ان کی قوم کے نو سرداروں نے قتل کی سازش تیار کی جو اللہ تعالیٰ نے ناکام بنا دی (نمل 50:27-49)۔حضرت ابراہیم کی قوم نے انھیں زندہ آگ میں جلانا چاہے مگر ان کے لیے آگ کو سرد کر دیا

گیا،(انبیا 21: 70-68)۔حضرت لوط کی قوم کا ان کے گھر پر حملہ ان کی تباہی کا نقطہ آغاز بن گیا(ھود 11:83-78)۔حضرت موسیٰ فرعون جیسے جابر حکمران کے نزدیک ایک غلام قوم کے ایسے فرد تھے جن پر قتل کا الزام تھا۔آپ نے رسالت ملتے وقت اللہ تعالیٰ سے اس بات کا اظہار بھی کیا تھا(قصص 28:33)۔اعلان رسالت کے بعد فرعون نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر اس کی دھمکیوں کے جواب میں آپ نے بتا دیا کہ آپ مالک دو جہاں کی پناہ میں ہیں،(مومن 40:27) اور فرعون ان سے دور رہے،(دخان 44:21-20)۔فرعون کبھی آپ پر ہاتھ نہ ڈال سکا۔جس روز اس نے یہ ارادہ کیا کہ وہ آپ پر اور آپ کی قوم پر ہاتھ ڈالے وہ دریا میں ڈبو کر ہلاک کر دیا گیا اور قیامت تک کے لیے اس کو عبرت کا نمونہ بنا دیا گیا،(یونس 10:92-90)۔حضرت شعیب کی قوم ان کو سنگسار کرنا چاہتی تھی،مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی خاندانی طاقت کو ان کی قوم کی راہ میں رکاوٹ بنا دیا کہ وہ آپ کو قتل کریں (ھود 11:91)۔یہی معاملہ حضور کا ہوا جن کا خاندان کفار کی راہ میں رکاوٹ تھا کہ وہ آپ کو کوئی نقصان پہنچائیں۔البتہ جب ابولہب نے خاندان کا سربراہ بننے کے بعد آپ کو خاندانی پناہ سے محروم کیا تو کفار آپ کے قتل، قید یا جلاوطن کرنے کی سازشیں کرنے لگے،مگر اللہ تعالیٰ نے ہر سازش ناکام بنا دی،(انفال 8:30)۔آپ نے اللہ کے حکم سے ہجرت کی،مگر اعلان کر دیا گیا کہ کفار آپ کو نکالنے کی سازش کرنے کے جرم کے نتیجے میں اب اس سرزمین عرب میں نہ رہ پائیں گے۔یہ رسولوں کے باب میں اللہ کی وہ سنت ہے جو وہ کبھی نہیں بدلتا،(بنی اسرائیل 17:77-76)۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

قرآن کے ان اصولی بیانات اور رسولوں کے ان واقعات کے بعد یہ ماننا بعد مشکل ہے کہ ان تین آیات میں وہ رسول مراد ہیں جنھیں اپنی اقوام پر غلبہ دیا جاتا ہے اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے یہ اجازت دے دی کہ وہ انھیں قتل کر دیں۔خاص کر یہ بات ذہن میں رہے کہ حضرت موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل میں سب سے بڑے رسول حضرت عیسیٰ آئے۔ان سے زیادہ یہودی کسی اور کو قتل کرنے کے خواہش مند نہیں ہو سکتے تھے۔اس کا اندازہ اس بات سے کیجیے کہ جب رومی گورنر پیلاطس نے حضرت عیسیٰ کی جان بچانے کا ایک موقع انھیں دیا تو انھوں نے ایک ڈاکو برابا کی جان بچانے کو ترجیح دی،(انجیل مرقس 15:15-6)۔یہ الگ بات ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو قتل کرنے کا موقع انھیں نہیں دیا۔اس کے باجود یہود و نصاریٰ میں مسیح کے مصلوب کیے جانے ہی کی داستان پھیل گئی۔مگر اس کی تردید جس شان سے قرآن نے کی ہے(نساء 4:157) وہ بہت غیر معمولی ہے۔قرآن نے واضح کر دیا کہ مسیح کے خلاف ہونے والی ہر سازش کو ناکام بنا کر انھیں آسمان پر اٹھا لیا گیا،(آل عمران 3:55-54)۔

یہ ہے بنی اسرائیل میں آنے والے آخری رسول کا معاملہ۔ لیکن اس بات کی کوئی وضاحت نہیں کی جا سکتی کہ کیوں حضرت عیسیٰ کو بچا کر آسمانوں میں اٹھا لیا جائے اور ان کے ہم عصر حضرت یحییٰ کو بادشاہ کے ہاتھوں قتل ہونے دیا جائے۔ سوائے اس کے کہ ان واقعات کو رسولوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے قانون کی روشنی میں سمجھا جائے۔ یعنی حضرت عیسیٰ رسول اللہ تھے، اسی لیے یہود ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے اور حضرت یحییٰ صرف ایک نبی تھے جن کو وہ تحفظ حاصل نہ تھا جو رسولوں کو حاصل ہوتا ہے۔

اس ساری تفصیل اور پس منظر سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ان آیات میں رسولوں سے مراد یحییٰ علیہ السلام جیسے انبیا ہیں نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام جیسے رسول۔

دیگر دلائل

قرآن کریم میں بنی اسرائیل کے حوالے سے دیگر بیانات، حدیث، صحف سماوی اور عقل عام بھی اس بات کی تائید میں کھڑے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ہاتھوں قتل ہونے والے لوگ رسول نہیں بلکہ نبی تھے۔ قرآن پاک میں کئی مقامات مثلاً سورہ بقرہ آیت 91، سورہ ال عمران آیت نمبر 112 اور 181 سورہ نسا آیت نمبر 155 وغیرہ میں یہ وضاحت موجود ہے کہ جن لوگوں کو بنی اسرائیل قتل کرتے تھے وہ انبیا کرام ہی تھے۔ ہم طوالت سے بچنے کے لیے صرف سورہ بقرہ کے الفاظ نقل کر رہے ہیں:

قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنبِيَاءَ اللّهِ مِن قَبْلُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ.

''ان سے پوچھو کہ اگر تم ایمان والے ہوتے تو پہلے ہی کیوں اللہ کے نبیوں کو قتل کیا کرتے۔''

حدیث میں جب بنی اسرائیل کے نظام کا ذکر کیا گیا ہے تو وہاں یہ بتایا گیا ہے کہ ان کی خلافت و سیادت انبیا کے ہاتھ میں تھی۔ بخاری کی روایت ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي۔

''ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کی سیادت و قیادت انبیا کے ہاتھ میں تھی۔ جب کبھی کسی نبی کی وفات ہوتی تو اس کے بعد ایک نبی ہی اس کی جگہ سنبھالتا۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہیں، ''رقم 3268۔

ظاہر ہے کہ جب ہر دور میں موجود ہی انبیا تھے تو قتل بھی وہی ہوئے ہوں گے۔ قدیم صحف سماوی میں جن لوگوں کے قتل کا ذکر ہے ان میں سے دو افراد نمایاں ہے۔ ایک یحییٰ اور دوسرے زکریا (خیال رہے یہ وہ زکریا نہیں

جوحضرت یحییٰ کے والد تھے)۔ یہ دونوں ہی نبی تھے رسول نہیں تھے۔

ان سب کے بعد عقل عام بھی یہ بتاتی ہے کہ رسولوں کو اپنی اقوام کے ہاتھوں قتل نہیں ہونا چاہیے۔ رسول اپنی قوم میں اس چیلنج کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں کہ ان کی بات اگر نہیں مانی گئی تو اس قوم پر ہلاکت کا عذاب آجائے گا۔ سوال یہ ہے کہ قوم کے پاس رسول کے اس انتہائی سخت چیلنج کا سب سے آخری جواب کیا ہوسکتا تھا۔ یہی کہ خود رسول کو ہلاک کر دیا جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ رسولوں کی حفاظت نہ کرتے تو ان کی اقوام کا یہ قدم بالکل غیر متوقع نہیں تھا۔ اس لیے عقل بھی یہ کہتی ہے کہ جس شخص کو قوم کی ہلاکت کی دھمکی کے ساتھ بھیجا جا رہا ہے اسے خود تحفظ فراہم کیا جائے۔ اور جیسا کہ ہم نے اوپر قرآن اور تاریخ کے حوالے سے بیان کیا، ایسا ہی ہوا ہے۔

ان وجوہات کی بنا ہم سمجھتے ہیں کہ نبی اسرائیل کے حوالے سے بیان کردہ ان آیات میں لفظ رسول انبیا ہی کے لیے استعمال ہوا ہے اور بنی اسرائیل نے جن لوگوں کو قتل کیا تھا وہ عام انبیا تھے جو منصب رسالت پر فائز نہ تھے۔ ہاں یہ بات کوئی شخص دریافت کر سکتا ہے کہ ان کو رسول کیوں کہا گیا۔ اس کا ایک جواب تو یہی ہے کہ نبی بھی بہر حال اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوتے ہیں اور اسی کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ اس لیے ان پر اس لفظ کا لغوی استعمال قطعاً غلط نہیں جیسے فرشتوں پر اس کا استعمال غلط نہیں۔ تاہم ہمارے نزدیک بنی اسرائیل کے معاملے میں رسول کا لفظ دراصل ان کے اس فعل کی شناعت کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اس لیے کے بنی اسرائیل ایک مسلمان گروہ تھا جس میں خدا کے پیغمبروں کا تصور بالکل واضح تھا۔ ان پر یہ بات بالکل واضح تھی کہ یہ انبیا درحقیقت اللہ ہی کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ یہ اُسی کے بھیجے ہوئے ہیں، لیکن اس علم کے باجود انہوں نے اللہ کا پیغام لانے والے ان انبیا کو قتل کر دیا۔ ان کا یہ فعل ایک ایسی ہستی کا قتل تھا جس کا اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا ہونا یعنی رسول ہونا انہیں اچھی طرح معلوم تھا۔ اللہ کی نسبت واضح ہو جانے کے بعد کسی کا قتل کر دینا بہت بڑی بات ہے۔ اس شناعت کے اظہار کے لیے قرآن کریم نے جگہ جگہ ایک دوسرا اسلوب بھی اختیار کیا ہے۔ یعنی یہ نبیوں کو بغیر کسی حق کے قتل کرتے تھے۔ مثلاً سورہ آل عمران 181 میں فرمایا:

وَقَتْلَهُمُ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ .

''اور ان کا نبیوں کو ناحق قتل کرنا (بھی ہم نے لکھ لیا ہے)۔''

اسی بات کو سورہ بقرہ 2: 61، آل عمران 3: 31 اور 112 نیز النساء 4: 155 میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہوسکتی کہ نبیوں کو حق کے ساتھ قتل کرنے کا کوئی امکان ہوسکتا ہے بلکہ یہ اظہار

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

شناعت کا ایک اسلوب ہے۔ ہمارے نزدیک ان آیات میں جس شناعت کو 'بغیر حق' کی قید سے واضح کیا گیا ہے، اسے زیر بحث تین آیات میں رسول کا لفظ لا کر بیان کیا گیا ہے۔

ایک فیصلہ کن دلیل

جو تین آیات اس ضمن میں پیش کی جاتی ہے، انہی آیات میں سے ایک میں یہ بات پوری صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ بنی اسرائیل کے جن رسولوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے، ان سے مراد ہی انبیائے بنی اسرائیل ہیں۔ یہ سورہ بقرہ کی آیت 87 ہے۔ اوپر یہ آیت آدھی نقل ہوئی ہے۔ پوری آیت اس طرح ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِن بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ أَفَكُلَّمَا جَاءكُمْ رَسُولٌ بِمَا لاَ تَهْوَى أَنفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقاً كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقاً تَقْتُلُونَ.

''اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے اور عیسیٰ بن مریم کو کھلی کھلی نشانیاں دیں اور روح القدس سے اس کی تائید کی۔ تو کیا جب کبھی کوئی رسول تمہارے پاس وہ چیز لے کر آیا جو تمہارے نفس کو پسند نہ آئی تو تم نے تکبر کی راہ اختیار کی۔ پھر بعض کو تم جھٹلایا اور بعض کو تم قتل کرتے تھے''، (البقرہ 2: 87)

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اس آیت کا پہلا جملہ غور سے ملاحظہ فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ یہ بیان کر رہے ہیں کہ ہم نے موسیٰ کے بعد پے در پے رسول بھیجے۔ پھر آگے بیان ہوتا ہے کہ ان میں سے بعض کو بنی اسرائیل نے قتل کیا اور بعض کی تکذیب کی۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ کے بعد پے در پے انبیائے کرام آئے تھے نہ کہ اصطلاحی معنوں مراد لیے جانے والے رسول۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ ان آیات میں رسول کو اصطلاحی معنوں میں مراد لینے کے بجائے لغوی معنوں میں مراد لیا جائے۔ تبھی یہ آیت اپنے مفہوم کو درست طور پر بیان کر پائے گی۔

یہ آیت ہمارے نقطہ نظر کی سچائی کا ایک ناقابل تردید ثبوت ہے۔ تاہم جو لوگ ہم سے اب بھی اختلاف کرتے ہیں ہم ان سے یہ مودبانہ درخواست کریں گے کہ وہ یہ ثابت کریں کہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ کے بعد مسلسل رسول آتے رہے۔ ظاہر ہے کہ ہم سے اختلاف کرنے والے رسول کی اس تعریف سے مطمئن نہیں ہوں گے جو ہم نے مضمون کے آغاز میں بیان کی ہے۔ اس لیے دیگر اہل علم نے رسول کی جو بھی تعریفیں بیان کی ہیں، ان میں سے وہ جس کو چاہیں درست مان لیں اور پھر ثابت کریں کہ موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل میں پے در پے وہ انبیا کرام

تشریف لائے جنھیں اصطلاحی معنوں میں رسول کہا جاتا ہے۔

اہل علم پر تو ہمارا مدعا واضح ہو چکا ہو گا لیکن عام قارئین کی سہولت کے لیے ہم تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہیں گے۔ نبی و رسول الگ الگ منصب ہوتے ہیں یہ بات قرآن پاک سے ثابت ہے، (حج 52:22)۔تمام اہل علم اس کو سمجھتے ہیں اور اپنی طرف سے نبی و رسول کا فرق متعین کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ رسولوں کے حوالے سے اصلاحی صاحب کے تحقیقی کام سے قبل سب سے زیادہ مروج اور مقبول عام تعریف یہ سمجھی جاتی تھی کہ رسول وہ ہستی ہے جو شریعت جدیدہ لے کر آئے۔ چاہے وہ شریعت پہلی دفعہ نازل ہوئی ہو یا اس قوم کے لیے نئی ہو جس کی طرف رسول کی بعثت ہوئی ہو۔

اب اس تعریف کو لیجیے اور دیکھیے تو معلوم ہو گا کہ حضرت موسیٰ کے بعد سے لے کر نبی کریم تک کوئی نئی شریعت نہیں آئی۔حضور سے پہلے آنے والا ہر نبی اور ہر رسول حضرت موسیٰ کی شریعت کی پیروی کرتا تھا۔اس تعریف کے مطابق حضرت موسیٰ کے بعد ان کی قوم بنی اسرائیل کی طرف کوئی اصطلاحی رسول آ ہی نہیں سکتا۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس آیت میں جن رسولوں کے پے در پے بھیجنے کا ذکر ہے وہ اصل میں انبیائے کرام ہی تھے جن کے لیے باوجوہ رسول کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

یہاں بر سبیل تذکرہ ہم یہ بھی واضح کر دیں کہ اس مقبول عام تعریف کی رو سے خود حضرت عیسیٰ بھی منصب رسالت سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ اس لیے کہ نہ آپ شریعت موسوی سے ہٹ کر کوئی نئی شریعت لائے تھے اور نہ آپ کی بعثت بنی اسرائیل سے باہر کسی اور قوم کے لیے ہوئی تھی۔آپ انجیل کے ساتھ تورات کی تعلیم دینے والے اور بنی سرائیل کی طرف بھیجے گئے رسول تھے۔حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ کی بشارت، ان کے منصب کے ساتھ، ان الفاظ میں دی گئی تھی۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَ.وَرَسُولاً إِلَى بَنِيُ إِسْرَائِيل.

''اور اللہ تعالیٰ انہیں کتاب و حکمت یعنی و تورات و انجیل کی تعلیم دے گا اور بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گا۔''، (آل عمران 3:49-48)

انجیل میں بھی حضرت عیسی نے صاف صاف کہا ہے کہ میں تورات کو منسوخ کرنے نہیں پورا کرنے آیا ہوں (متی 17:5)۔اگر رسول تعریف اگر یہی ہے کہ وہ نئی شریعت لاتا ہے تو دیکھ لیجیے مسیح نہ کوئی نئی شریعت لائے تھے اور نہ کسی نئی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ مذکور بہالا تعریف کی رو سے وہ رسول نہ ہوئے، مگر قرآن

انہیں بڑے اصرار سے رسول کہتا ہے اور مذکورہ بالا آیت میں بھی رسول ہی کہا ہے۔

یہی وہ مسائل ہیں جن کی بنا پر اصلاحی صاحب نے قدیم نقطہ نظر سے ہٹ کر قرآنی دلائل سے یہ واضح کیا کہ رسالت کا قرآنی تصور کیا ہے۔ الحمدللہ اب یہ نقطہ نظر اپنی قوت اور مضبوطی کی بنا پر عوام وخواص میں تیزی سے اپنی جگہ بنا رہا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق آیت

اب اس آیت کو لیتے ہیں جو نبی کریم سے متعلق ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو بس ایک رسول ہیں، ان سے پہلے اور بھی رسول گذر چکے ہیں۔ پس اگر یہ وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں واپس چلے جاؤ گے اور جو کوئی بھی الٹے پاؤں واپس چلا جائے گا وہ اللہ کا کچھ بھی نقصان نہ کرے گا۔''، (سورہ آل عمران 144:3)۔

www.javedahmadghamidi.com

بظاہر اس آیت سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اس آیت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل ہو جانے کو بطور ایک امکان کے بیان کیا گیا ہے۔ تاہم زبان و بیان کا مسلمہ اصول یہ ہے کہ بعض اوقات محال چیزوں کے امکانات بطور ایک مفروضے کے بیان کر دیے جاتے ہیں۔ لیکن ایسے بیانات سے قائل کا منشا ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ وہ چیزوں کے واقع ہو جانے کا بھی قائل ہے۔

کسی اور کلام کو چھوڑیے خود قرآن مجید میں اس کئی مثالیں موجود ہیں جن میں ایسی چیزیں بیان ہوئی ہیں جن کا وقوع ممکن نہیں۔ ہم حضور ہی کے حوالے سے صرف دو مقامات نقل کر رہے ہیں۔

وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

''اور (اے محمد) تمھاری طرف اور (ان پیغمبروں) کی طرف جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں کہ یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمھارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم زیاں کاروں میں ہو جاؤ گے۔''، (زمر 65:39)

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذاً لَّمِنَ الظَّالِمِينَ

''اور اگر تم اس علم کے بعد، جو تمھارے پاس آ چکا ہے، ان (اہل کتاب) کی خواہشوں کی پیروی کرو گے تو بلاشبہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔''، (البقرہ 145:2)

یہ دونوں آیات حضور کے حوالے سے مفروضہ کے اسلوب میں جو کچھ بیان کر رہی ہیں کیا ان کو دیکھ کر کوئی شخص

معاذ اللہ حضور کے لیے شرک یا اہل کتاب کی خواہشات کی پیروی کا کوئی امکان ثابت کرنا چاہے گا؟ ظاہر ہے کہ یہ ممکن نہیں نہ ایسی کسی آیت کو اس مقصد کے لیے پیش کیا جا سکتا ہے۔ ان مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس طرح کے اسلوب سے کسی چیز کے امکانات ڈھونڈنا درست نہیں۔ اس پس منظر میں کم از کم اسورہ آل عمران کی مذکورہ بالا آیت کو اس بات کے ثبوت میں پیش کرنا کسی طور بھی درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کا قتل قرآن پاک سے ثابت ہے۔

بہر حال تمام آیات کا مدعا اور موقع محل ہم نے واضح کر دیا ہے۔ اب بھی اگر کوئی ان آیات سے رسول کے قتل کا ثبوت فراہم کرتا ہے تو اس کی مرضی۔ ہم طالب علم تو اس طرح کی سخن فہمی کی بس داد ہی دے سکتے ہیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com